UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Volume 1 | Issue 1 |June-December 2017
DOI: 10.33195/uochjrs-v1i1472017

علاج معالجہ سے متعلق طبّی اخلاقیاتی پہلو: اسلامی تعلیمات کی روشنی میں

The Ethical Aspects of Medical Therapy in The Light of the Teachings of Islām

DOI: 10.33195/uochjrs-v1i1472017

ڈاکٹر سبین اکبر *

Abstract:
Islāmic teachings stress the need for proper treatment of people who suffer from deseases. Much emphasis has been put on using any means to protect and save the lives of mentally and physically sick people. We must be concerned about the health of every body around us. In fact knowledge of the true teachings of Islām is required and the will to follow these instructions is needed in order to cope with such a situation. Seeking a cure for diseases has been advised and patient demanded to counter such a situation. Despondency has been declared a great sin and moaning and complaining has been discourgaed in Islām. What is required is to be thankful to God and show gratitute to him, no matter how bad the circumastances are. The merciful creator sometimes offers his blessings in an usual or hidden way. It is left to us to choose a path to get there and a bid of effort is needed to collect it. Besides the teaching of Islām cover all sorts of medical and ethical aspects of the treatment available for the sick people. This paper is to improve knowledge and understanding of the readers reagrding the medical and ethical aspects of treatment in the light of the Qur'ānic verses, the sayings of the holy prophet (SAW) and the opinions of the different Muslims School of thoughts to promote healthy activities in the Muslim society.

Keywords: *Treatment, Patient, Care, Doctor, Instructions, Islām*

تعارفِ موضوع:

صحت اللہ جل جلالہ کی عظیم ترین نعمت ہے۔ مشاہدے کی بات یہ ہے کہ اگر انسان صحت مند ہے تو وہ معاشرتی زندگی کے معمولات اور عبادت الٰہی میں پورے نشاط اور استمرار کے ساتھ مشغول ہوتا ہے اور اگر صحت کی یہ نعمت میسر نہ ہو تو پھر جتنی بھی کوشش کرے یا روز مرہ کے فرائض انجام دینا چاہے، اُس کو وہ نشاط اور استقامت حاصل نہیں ہوتی۔ اسی وجہ سے تمام شریعتوں میں صحت کو عظیم نعمت قرار دیا گیا ہے، ارشاد نبوی ہے:

''عن ابن عباس رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلي الله عليه وسلم: نعمتان

* اسسٹنٹ پروفیسر، بلوچستان یونیورسٹی آف انفارمیشن ٹیکنالوجی اینڈ مینجمنٹ سائنسز، کوئٹہ

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Volume 1 | Issue 1 |June-December 2017
DOI: 10.33195/uochjrs-v1i1472017

مغبون فیهما کثیر من الناس الصحة و الفراغ۔"[1]

(ترجمہ): حضرت عبد اللہ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ دو نعمتیں ایسی ہیں جن کے بارے میں بہت سے لوگ دھوکے میں ہیں: ایک صحت اور دوسری فراغت۔

دراصل صحت اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک خاص اور اہم نعمت ہے۔ ہمیں اپنی صحت کا خاص خیال رکھنا چاہیے۔ جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ دو نعمتیں ایسی ہیں کہ جن کے بارے میں لوگ ناقدری کرتے ہیں، اُس میں ایک صحت کی ناقدری کا ذکر بھی فرمادیا جبکہ ہمیں اللہ کی دی ہوئی اس نعمت کی قدر کرنی چاہیے کیونکہ صحت ہے تو سب کچھ ہے۔

مریض کے لیے احکامات

صحت انسانی اخلاق پر بہت اثر انداز ہوتی ہے، کیونکہ اچھی صحت انسان کو دوسروں کی خدمت، عبادات اور روز مرہ کے تمام کاموں میں مؤثر کردار سرانجام دینے پر مجبور کرتی ہے اور خوشگوار زندگی کے مواقع فراہم کرتی ہے اور اگر صحت نہ ہو تو مایوسی، گھبراہٹ، چڑچڑاپن، ناامیدی اور اللہ تعالیٰ سے شکوہ وشکایت کی نوبت آجاتی ہے، اس لیے صحت کے ضمن میں لاپرواہی نہ برتی جائے کیونکہ بوجہ صحت ہی انسان دوسروں کے کام آسکتا ہے ورنہ محتاجی کی صورت میں وہ دوسروں پر بوجھ بن جاتا ہے اور ناامید ہو جاتا ہے۔اس لیے بیماری میں بروقت علاج کروانا ایک سنت عمل ہے۔

بروقت علاج معالجہ

مریض کے لیے ضروری امر یہ ہے کہ مرض کے لاحق ہوتے ہی سب سے پہلے درست طریقے سے اپنا علاج معالجہ کروائے، بروقت اپنی ادویات کا استعمال کرے۔ کیونکہ بیماری میں علاج کروانا سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور یہ توکل کے خلاف نہیں کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود علاج کروانے کی ترغیب دی ہے اور خود بھی اپنا علاج کیا اور کروایا ہے۔ جیسا کہ حضرت اسامہؓ سے روایت ہے:

"عن أسامة بن شريك قال أتيت إلى النبى صلى الله عليه وسلم وأصحابه كأنما على رؤوسهم الطير فسلمت ثم جلست فجاء الأعراب من ههنا وههنا فقالوا: يا رسول الله صلى الله عليه وسلم! أنتداوى؟ فقال تداووا فإن الله تعالى لم يضع داء الا وضع له دواء غير داء واحدٍ ـــ الهرم ـــ" [2]

(ترجمہ): اسامہ بن شریکؓ روایت فرماتے ہیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اس حال میں کہ آپ کے صحابہ ایسی حالت میں تھے گویا اُن کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوں،

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Volume 1 | Issue 1 |June-December 2017
DOI: 10.33195/uochjrs-v1i1472017

میں نے سلام کیا، پھر میں بیٹھ گیا، پھر دیہاتی ادھر اُدھر سے آئے، انھوں نے کہا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ علاج فرماتے ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علاج کیا کرو، بے شک اللہ تعالیٰ نے کوئی بیماری پیدا نہیں فرمائی مگر اس کے لیے دوا بھی پیدا فرمائی، سوائے ایک بیماری کے اور وہ ہے بڑھاپا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ علاج کیا کرو اور ہر بیماری کا علاج ہے، یہ ان افسردہ و ناامید لوگوں کے لیے ایک امید کی کرن بھی ہے کہ انھیں ناامید نہیں ہونا چاہیے اور ہر وقت علاج معالجہ کی سہولت سے ضرور فیض یاب ہونا چاہیے، کیونکہ دنیا میں جو بھی بیماری ہے، اس کی دوا اللہ تعالیٰ نے اُتاری ہے، چنانچہ کوئی مرض لاعلاج نہیں ہے۔ہاں اتنی بات ممکن ہے کہ انسانوں کو اس کی دوا کا علم نہ ہو۔ بات یہ ہے کہ شفاء تو اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ میں رکھی ہے، اس لیے طبیب جب دوا دیتا ہے اور مریض کے موافق ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ بھی شفا عطا فرمادیتے ہیں اور مریض کے موافق نہ ہو تو پھر شفا نہیں ملتی۔ یہ مطلب نہیں ہے کہ اس کا علاج ممکن نہیں ہے یا مطلب یہ ہے کہ بعض امراض دوا کے اثرات قبول نہیں کرتے اور جو دوا کے اثرات قبول کر لیتے ہیں ان کو شفا مل جاتی ہے۔ اس لیے بروقت علاج کروانا بے حد ضروری امر ہے اور ویسے بھی بیماری اور صحت دونوں اللہ تعالیٰ ہی کی جانب سے ہوتی ہیں اور صحت کی طرح بیماری بھی اللہ تعالیٰ کی ایک نعمت ہی ہے۔ چنانچہ بہت سی حکمتوں اور مصالح کے پیش نظر بیماری کو نظام کائنات کا حصہ بنایا گیا ہے، اگر بیماری نہ ہوتی تو صحت کی قدر کیسے معلوم ہوتی؟ اگر بیماری نہ ہوتی تو صبر کرنے کا عظیم ثواب کیسے ملتا؟ اگر بیماری نہ ہوتی تو صحت کا شکر کیسے ادا کیا جاتا؟ اگر بیماری نہ ہوتی تو بھٹکا ہوا بندہ اللہ تعالیٰ کے قریب کیونکر ہوتا؟ اگر بیماری نہ ہوتی تو بیماری پر ملنے والا عظیم ثواب کیسے ملتا؟[3]

بیماری اللہ تعالیٰ کی آزمائش ہے۔ مومنوں کے لیے اس میں بڑی بشارتیں ہیں اور تکالیف و مصائب اور امراض دنیا میں اہل ایمان کو پہنچتے رہتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ ان سب پر ان کو اجر و ثواب اور درجات عالیہ عطا فرماتا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ:

’’ما من مسلم يصيبه أذى شوكة فما فوقها الا كفر الله بها سيآته كما تحط الشجرة ورقها‘‘[4]

(ترجمہ): مسلمان کو جو بھی تکلیف پہنچتی ہے، کانٹا ہو یا اس سے زیادہ تکلیف دینے والی کوئی چیز تو جیسے درخت اپنے پتوں کو گراتا ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ اس تکلیف کو اس کے گناہوں کا کفارہ بنادیتا ہے۔

یعنی بیماری میں ہمارے لیے عظیم خوشخبری پوشیدہ ہے کیونکہ بیماری گناہوں کا کفارہ ہے، دراصل مومن

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Volume 1 | Issue 1 |June-December 2017
DOI: 10.33195/uochjrs-v1i1472017

کے لیے دنیاوی دکھ درد، آخرت میں انعام و اکرام کی حیثیت اختیار کرلیں گے۔ بلکہ طاقتور ایمان والے تو ان بیماریوں اور پریشانیوں کے ذریعے دنیا میں ہی ایمان کی شرینی اور حلاوت حاصل کرلیتے ہیں۔ جیساکہ حضرت ابو موسیٰؓ سے روایت ہے:

’’عن أبي موسیٰ قال سمعت النبي صلی اللہ علیه وسلم غیر مرة ولا مرتین یقول: إذا کان العبد یعمل عملا صالحا فشغله عنه مرض أو سفر کتب له کصالح ماکان یعمل وهو صحیح مقیم۔‘‘[5]

(ترجمہ): ابو موسیٰؓ سے مروی ہے کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک دو مرتبہ نہیں بلکہ کئی مرتبہ سنا، کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے تھے جب بندہ نیک کام کرتا رہتا ہے پھر کسی (عذر کی) وجہ سے یا سفر کرنے کی وجہ سے وہ اس کام کے کرنے سے رک جاتا ہے تو اس شخص کے لیے اسی قدر ثواب لکھا جاتا ہے جیسے کہ وہ تندرستی اور مقیم ہونے کی حالت میں کرتا تھا۔

اس لیے مریض کو اللہ تعالیٰ کی ناشکری و شکایت نہیں کرنی چاہیے، بلکہ ہمیشہ اپنی زبان پر توبہ اور استغفار کے الفاظ جاری رکھے کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر سب سے زیادہ مہربان اور دعاؤں کو قبول فرمانے والا ہے اور اسی طرح بروقت علاج معالجہ کے احکامات اس لیے بھی دئے گئے ہیں کہ اگر کوئی مریض ہے تو اُس کی بیماری کی وجہ سے نہ صرف وہ بلکہ اُس کے اہل و عیال کو بھی تکلیف و پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے کیونکہ وہ گھریلو امور و ذمہ داریاں صحیح طور پر سرانجام نہیں دے سکتا اور ناداری و کمزوری کی وجہ سے عبادات بھی متاثر ہوتی ہیں اور بعض اوقات تو سنگین امراض کی وجہ سے ان امراض کی منتقلی کا خدشہ بھی رہتا ہے، جس کی وجہ سے معاشرے اور خاندان کے متاثر ہونے کا خطرہ درپیش رہتا ہے۔ اس لیے اس ضمن میں اپنا اور دوسروں کا خیال رکھتے ہوئے جلد از جلد علاج کروانا چاہیے۔ کیونکہ اسلام جہاں خود کو تکلیف و ضرر دینے سے منع فرماتا ہے، وہاں دوسروں کے ضرر سے بھی منع فرماتا ہے۔ فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

’’عن أبي بکر صدیق رضي اللہ عنه قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم: ملعون من ضر مؤمنا أو مکر به۔‘‘[6]

(ترجمہ): حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ملعون ہے جو ضرر پہنچائے کسی مومن کو یا مکر کرے اس کے ساتھ۔

یعنی کسی بھی شکل میں نہ صرف اپنی ذات کو نقصان سے دوچار کرنا چاہیے اور نہ دوسروں کو، جیسے اپنی ذات کو نقصان پہنچانے کے کئی طریقے ہوسکتے ہیں مثلاً بیمار ہے علاج نہ کرے، بیماریوں کے اسباب سے احتراز نہ کرے یا ان سے بچاؤ کے ضروری ذرائع اختیار کرنے میں غفلت اور لاپروائی برتے یا اپنی صحت کا تحفظ نہ

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Volume 1 | Issue 1 |June-December 2017
DOI: 10.33195/uochjrs-v1i1472017

کرے وغیرہ۔اس لیے بیمار ہونے کی صورت میں مریض کو اپنا بروقت علاج معالجہ کروانا ضروری ہے اور شرعی نقطہ نگاہ سے بھی بیمار کو بیماری کے بتانے کا حکم ہے، اس کو چھپانا اور بروقت علاج نہ کروانا گناہ ہے۔

بیماری میں پرہیز کرنا

بیماری انسان کے اعضاء پر اثر کرتی ہے، خاص کر معدہ زیادہ متاثر ہوتا ہے۔ تو اس صورت میں اگر مریض کو ثقیل کھانے کو دیا جائے گا تو ممکن ہے کہ بجائے اُس کو فائدہ پہنچنے کے نقصان پہنچ جائے۔اس لیے بیمار کو ہلکی غذا دی جائے تاکہ اس کا نظام ہاضمہ اس کو ہضم کرسکے۔اور ویسے بھی دورانِ بیماری وہی اشیاء وخوراک جو انسان عام طور پر روزمرہ زندگی میں استعمال کرتا ہے، کسی خاص مرض کی وجہ سے ممنوع ہو جاتے ہیں، کیونکہ بوجہ بدپرہیزی مرض کے بڑھ جانے کا خدشہ پایا جاتا ہے، اس لیے مرض کی روک تھام و مریض کی تکلیف کے پیش نظر طبیب کی جانب سے یہ احکام صادر ہوتے ہیں کہ وہ اس دوران کچھ دنوں یا کچھ عرصہ تک کسی مخصوص غذا سے اجتناب کرے، جس سے اُس مرض کے بڑھ جانے کا اندیشہ ہو، تاکہ جلد از جلد صحت یاب ہوسکے۔اور طبّی اخلاقیات کے پیش نظر شریعت نے بھی اس پر شدید زور دیا ہے اور اس کی پابندی اختیار کرنے کا حکم فرمایا ہے، جس کی مثال ہمیں اس حدیث سے واضح ہو رہی ہے:

’’عن أم المنذر بنت قيس الأنصارية قالت: دخل علی رسول الله صلى الله عليه وسلم ومعه علی (وعلی ناقه من مرض) ولنا دوال معلقة: وكان النبی صلی الله عليه وسلم يأكل منها: فتناول علی ليأكل: فقال النبی صلی الله عليه وسلم: مه يا علی! إنك ناقه، قالت: فصنعت للنبی صلی الله عليه وسلم سلقا و شعيرا!: فقال النبی صلی الله عليه وسلم! يا علی: من هذا فأصب فإنه أنفع لك۔‘‘[7]

(ترجمہ): حضرت ام منذر بنت قیس انصاریہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے یہاں تشریف لائے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت علیؓ بھی تھے، ہماری کھجوروں کے کچھ خوشے لٹکے ہوئے تھے،آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کھجور کھانے لگے تو حضرت علیؓ بھی ساتھ میں کھانے لگے،آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے علی! ٹھہرو تم ابھی ناتواں ہو۔ ام منذر نے کہتی ہیں کہ پھر میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے چقندر اور جو پکائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے علی! اس میں سے کھاؤ یہ تمھارے لیے نفع مند ہے۔

اگر مریض بیماری میں ایسی شے کھانے کی خواہش کرے جس میں اس کے لیے ضرر نہ ہو یا نفع زیادہ ہو تو اس کی خواہش کو پورا کرنے کی کوشش کرنے کی ترغیب دی جاتی ہے، تاکہ مریض دلبرداشتہ نہ ہو جائے۔ اس سلسلے میں حضرت صہیبؓ سے روایت ہے، فرماتے ہیں:

’’عن صهيب رضي الله عنه قال قدمت علی النبی صلی الله عليه وسلم وبين يديه خبز

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Volume 1 | Issue 1 |June-December 2017
DOI: 10.33195/uochjrs-v1i1472017

و تمر فقال النبي صلى الله عليه وسلم: أدن فكل فأخذت آكل من تمر، فقال النبى صلى الله عليه وسلم: تأكل تمرا وبک رمد؟ قال: فقلت إنى أمضغ من ناحية أخرى: فتبسم رسول الله صلى اللّه عليه وسلم۔'' [8]

(ترجمہ): حضرت صہیبؓ کہتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا تو آپ کے سامنے روٹی اور کھجور تھی۔ آپ نے فرمایا آجاؤ اور کھاؤ۔ میں نے کھجور کھانا شروع کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو کھجور کھاتا ہے اور تیری آنکھ دکھ رہی ہے؟ میں نے عرض کیا: میں منہ کی دوسری جانب سے کھجور چباتا ہوں، اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا۔''

صحت وعافیت کی دعا مانگنا

دعا ایک نافع ترین دوا اور بلاء ومصیبت کا مدِ مقابل ہے، یہ بلاء ومصیبت کی مدافعت کرتی ہے اور اس کے لیے دوا اور علاج کا کام دیتی ہے، ہر بلاء ومصیبت کو آنے سے روکتی ہے اور اُسے دور کرتی ہے۔ بلاء ومصیبت اگر اتر چکی ہو تو اُسے پست اور ہلکا کر دیتی ہے، یہ اللہ عزوجل کی بے پایاں عنایت ہے اور حالتِ مرض میں بیمار اپنے رب کی عنایت کا شدید محتاج ہوتا ہے، اسی لیے بیماری کے ایام میں عاجزی، گڑگڑانا اور دعائیں مانگنا اللہ کے پسندیدہ اعمال میں سے ہیں، دعا کرنے والوں کے لیے اللہ تعالیٰ کا اعلان ہے:

''وَ اِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیبٌ اُجِیبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ لا فَلْیَسْتَجِبُوْا لِي ولیؤمنوا بِیْ لَعَلّھم یَرْشُدُوْنَ'' [9]

(ترجمہ): جب میرے بندے میرے بارے میں آپ سے سوال کریں تو آپ کہہ دیں کہ میں بہت ہی قریب ہوں، ہر پکارنے والے کی پکار کو جب کبھی وہ مجھے پکارے، قبول کرتا ہوں، اس لیے لوگوں کو بھی چاہیے کہ وہ میری بات مان لیا کریں اور مجھ پر ایمان رکھیں یہی ان کی بھلائی ہے۔

یعنی دورانِ بیماری بیمار کو چاہیے کہ وہ اس دوران اللہ کو پکارے اور اپنی صحت وعافیت کی دعا کرتا رہے، تاکہ کسی بھی مشکل وقت سے بیماری، تنگی وتکلیف سے اُسے نجات ملے اور ان سے محفوظ رہے۔ انسان کو ہمیشہ اللہ رب العزت کی بارگاہ سے عافیت وامن کا طلب گار رہنا چاہیے اور اللہ کی رحمت بے پایاں کا سوالی رہنا چاہیے، یہی وجہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پریشان حال اور مصیبت زدہ لوگوں کو یہ دعا مانگنے کی تلقین فرمائی ہے:

''اللهم رحمتك أرجو فلا تكلني إلى نفسى طرفة عين، واصلح لى شأني كله لا إله الا أنت''. [10]

(ترجمہ): اے اللہ میں تیری رحمت کی امید کرتا ہوں، تو مجھے ایک لمحے کے لیے بھی میرے نفس کے سپرد نہ کر، میرے تمام معاملات درست فرمادے، تیرے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں۔

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Volume 1 | Issue 1 |June-December 2017
DOI: 10.33195/uochjrs-v1i1472017

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے کہ رحمت للعالمین یہ دعا مانگا کرتے تھے :

''عن عائشة رضي الله عنها قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: اللهم عافنى فى جسدى وفى بصرى واجعله الوارث منى لا إله الا الله الحليم الكريم سبحان الله رب العرش العظيم والحمد لله رب العالمين۔''[11]

(ترجمہ) : حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان لفظوں سے دعا کرتے ، یااللہ ! تندرستی دے میرے بدن میں اور عافیت دے میری آنکھ میں اور کردے اسے میرا وارث ، کوئی معبود برحق نہیں ہے مگر اللہ کے جو کہ حکمت والا ، بزرگ اور پاک ہے، وہ پروردگار ہے بڑے عرش کا اور سب تعریفیں صرف اللہ کے لیے ہیں، جو پالنے والا ہے عالموں کا۔

یعنی صحت کے ایام میں بھی صحت کی دعا مانگنا چاہیے اور ویسے بھی اللہ کی رحمت سے مایوس نہیں ہونا چاہیے۔ ان مصائب اور بیماریوں کا دورانیہ جتنا طویل ہو جائے ، غم کے پہاڑ جتنے بھی بڑے ہو جائیں، کبھی بھی اللہ کی رحمت سے مایوس نہیں ہونا چاہیے، اس کے یہاں دیر ہے اندھیر نہیں۔ ایک نہ ایک دن غم کے بادل ضرور چھٹ جائیں گے۔ رحمت و برکت کی بارش ضرور نازل ہوگی جیسا کہ اللہ تعالیٰ روح افزا پیغام دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ :

''وَلَا تَيْئَسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللهِ ط اِنَّه لَا يَيْئَسُ مِنْ رَّوْحِ اللهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ'' [12]

(ترجمہ) : اور اللہ کی رحمت سے مایوس مت ہو جاؤ، یقینا رب کی رحمت سے ناامید وہی ہوتے ہیں جو کافر ہوتے ہیں۔

اس حوالے سے اللہ کے نبی حضرت ایوبؑ کی سیرت ہمارے لیے مینارۂ نور کی حیثیت رکھتی ہے ، ان کی بیماری حد سے بڑھ گئی، دکھ تکلیف آخری حدوں کو پہنچ چکا، مرض طویل تر ہو گیا، دوست احباب ساتھ چھوڑ گئے، لیکن یہ مردِ مومن اللہ پر ایمان واستقامت کی مثال قائم کر گیا۔ صبر کیا، اللہ سے دعا مانگی، اللہ تعالیٰ نے دعاؤں کو قبولیت بخشی اور ان کا تذکرہ اپنے پاک کلام میں فرمایا:

''وَاَيُّوْبَ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ اَنِّيْ مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَكَشَفْنَا مَا بِهٖ مِنْ ضُرٍّ وَّ اٰتَيْنٰهُ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَذِكْرٰى لِلْعٰبِدِيْنَ'' [13]

(ترجمہ) : ایوب کی اس حالت کو یاد کرو جبکہ اس نے اپنے پروردگار کو پکارا کہ مجھے یہ بیماری لگ گئی ہے اور تو رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ تو ہم نے اس کی سن لی اور جو دکھ اسے تھا، اسے دور کر دیا اور اس کو اہل وعیال عطا فرمائے بلکہ اپنی خاص مہربانی ان کی مثل اور دیئے تاکہ (سچے) بندوں کے لیے نصیحت ہو۔

مندرجہ بالا آیت کی روشنی سے یہ سبق ملتا ہے کہ بیماری کے باوجود اللہ تعالیٰ سے امید رکھنی چاہیے ، ناامیدی اور شکوہ شکایت نہ کریں بلکہ بیماری کو اللہ کی آزمائش جان کر صبر و تحمل کا مظاہرہ کریں اور اپنے رب سے

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Volume 1 | Issue 1 |June-December 2017
DOI: 10.33195/uochjrs-v1i1472017

صحت وعافیت کی دعا مانگیں، جو اپنے بندوں پر بہت مہربان اور رحم کرنے والا ہے۔

بیماری میں صبر کے احکامات

جہاں اسلام بیماری کے علاج کا فلسفہ بتاتا ہے اور یہ بتاتا ہے کہ ہر بیماری کا علاج اللہ تعالیٰ نے نازل کیا ہے وہیں اس بیماری کو جھیلنے، اس کا صبر واستقامت سے مقابلہ کرنے کا درس بھی دیتا ہے۔ کیونکہ مصیبت، دکھ اور بیماریاں توآتی رہتی ہیں۔ جو کچھ ہمارے نصیب میں لکھا ہوتا ہے وہ توآکر رہے گا مگر ہم صبر کریں گے تو تکلیف اور ہر پریشانی کم ہوتی جائے گی اور اگر شکوہ کریں، شکایت کریں، آہ وزاری کریں، تو کیا مصیبت ٹل جائے گی؟ نہیں اور بڑھ جائے گی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''قُلْ لن يصيبنا اِلَّا مَا كَتَبَ الله لَنَا، هو مَوْلَانَا وَعَلَى الله فَلْيَتوَكَّلِ المؤمنون'' [14]

(ترجمہ): آپ کہہ دیجئے کہ ہمیں سوائے اس کے جو اللہ نے ہمارے حق میں لکھ رکھا ہے کوئی چیز پہنچ نہیں سکتی۔ وہ ہمارا کارساز اور مولا ہے۔ مومنوں کو تو اللہ تعالیٰ پر ہی بھروسہ کرنا چاہیے۔

جب یہ عقیدہ مردِ مؤمن کے دل میں پیوست ہو جاتا ہے تو مصیبت اللہ کا تحفہ معلوم ہوتی ہے۔ آزمائش، احسان الٰہی بن کر سامنے آتی ہے۔ مؤمن کا تقدیر پر ایمان اس کی خوشی، غمی، تنگ دستی اور خوش حالی کے تمام مرحلے آسان کر دیتا ہے۔ جیسا کہ فرمانِ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

''عجباً لأمر المرء المسلم، إن أمره كله خير و ليس ذلک لأحد الا للمؤمن، إن أصابته سرآء شكر فكان خيراً له، وان أصابته ضرآء صبر فكان خيراً له۔'' [15]

(ترجمہ): مسلمان کے تمام معاملات پسندیدہ ہیں۔ اس کے تمام کاموں میں بھلائی ہی بھلائی ہوتی ہے۔ یہ (نعمت) صرف مومن کو حاصل ہوتی ہے۔ اگر مسلمان کو خوشی ملتی ہے تو وہ شکر کرتا ہے، اس میں اس کے لیے بہتری ہے اور اگر تکلیف پہنچتی ہے تو صبر کرتا ہے، اس میں بھی اس کے لیے بھلائی ہے۔

حقیقی مومن کو ابتلاء وآزمائش سے صبر کی نعمت اور خوشحالی سے شکر کی عظیم صفت حاصل ہوتی ہے۔ ان صفات کے ذریعے مومن کا دل کشادہ اور پرسکون ہو جاتا ہے، مومن کی روح کو چین وسکون اور قرار آجاتا ہے۔ رب کی رضا پر راضی رہنے سے غم واندوہ کی کیفیت مٹ جاتی ہے اور ساتھ ساتھ اجر عظیم کا موقع بھی میسر آتا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

''وما أعطى أحد عطاء خيرا و أوسع من الصبر۔'' [16]

(ترجمہ): اور کوئی ایسا عطیہ اور فراخی نہیں دی اللہ نے صبر سے بہتر۔

لہٰذا اے بیمار! غم نہ کر، دنیا وآخرت دونوں جہانوں میں اس آنے والی بیماری کے عظیم الشان فوائد تیرے منتظر ہیں۔ شرط یہ ہے کہ تو صبر واستقامت سے کام لے، صبر کرنے والوں کا اجر وثواب محدود نہیں بلکہ

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Volume 1 | Issue 1 |June-December 2017
DOI: 10.33195/uochjrs-v1i1472017

لامتناہی ہے۔

اس لیے جب بھی امراض و مصائب ٹوٹ پڑیں اور غم کی رات لمبی ہو جائے تو ایمان، صبر اور برضائے رب جیسی عظیم صفات کی پناہ حاصل کرنی چاہیے۔اس سے پریشانی اور کرب کے لمحات آسان ہو جاتے ہیں، کیونکہ جب کسی مصیبت یا نقصان کی خبر پہنچے یا اذیت سے جسم اور دل دوچار ہو تو اس وقت اپنے آپ کو اور اپنی زبان کو اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہنے پر آمادہ کر لینے کا نام صبر ہے اور اگر کسی مسلمان کو کسی بھی قسم کی اذیت، مصیبت اور کوئی آفت یا نقصان لاحق ہو ، اس پر اس کا اجر لکھا جاتا ہے اور اس کے گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں بشرطیکہ وہ اس مصیبت پر ایسا صبر کرے جیسا صبر کرنے کا حق ہے، مزید قرآن کریم میں صبر کی تلقین کچھ یوں ہے :

"یٰاَیھا الَّذِینَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَ رَابِطُوْا وَاتَّقُوا اللہَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ"[17]

(ترجمہ): اے ایمان والو! صبر کرو، ایک دوسرے کو صبر کی تلقین کرو اور (دشمن کے سامنے) جمے رہو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔

مزید صبر کرنے والوں کے لیے اللہ تعالیٰ کے رحم و کرم کی خوشخبری قرآن کریم میں کچھ یوں دی جارہی ہے فرماتے ہیں کہ :

"اِنَّمَا یوَفّٰی الصّٰبِرُوْنَ اَجْرھم بِغَیرِحِسَاب"[18]

(ترجمہ): صبر کرنے والوں کو ان کا ثواب بغیر حساب کے پورا دے دیا جائے گا۔

چنانچہ کسی بھی پریشانی و بیماری کے درپیش ہونے پر اللہ کی رضا پر راضی رہنا چاہیے ، کیونکہ اللہ رب العزت نے صابرین کے درجات بلند فرمائے ہیں اور صبر کرنے والوں کے لیے بے پناہ ثواب کی خوشخبری فرمائی ہے۔

معالج (طبیب) کی ذمہ داریاں

فن طب چونکہ ایک ایسا فن ہے جو خلق خدا کے اس مقصد کو پورا کرتا ہے اور ڈاکٹرز حضرات چونکہ صحت انسانی کی حفاظت جیسا اہم فرض اور عظیم الشان خدمت انجام دیتے ہیں اس لیے ان کی ذمہ داریاں بھی بہت نازک ہیں۔ ہمدردی و بہی خواہی، صبر و حلم، بردباری، شخصی کمزوریوں اور رازہائے دروں کی حفاظت، اجتماعی مفادات کا خیال اور اپنے فن میں بصیرت مندی و حاضر دماغی، خدمت خلق کا جذبہ اور شریعت کی قائم کی ہوئی حدود پر استقامت یہ اس راہ کے مسافر کے لیے متاع اولین کا درجہ رکھتے ہیں اور شریعت نے اس طبقہ کے لیے جو اخلاقیات مقرر کی ہیں، ان کا عطر وخلاصہ مندرجہ ذیل ہیں:

اپنے شعبے میں اہلیت کا حامل ہونا

شریعت میں کسی بھی عمل کے لیے بنیادی شرط "اہلیت" کی ہے، اہلیت اور مطلوبہ صلاحیت کے بغیر جو فعل انجام دیا جائے وہ بہرحال ناروا ہے، گو اتفاقی طور پر اس سے بہتر نتیجہ حاصل ہو جائے۔اس لیے ظاہر ہے کہ

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Volume 1 | Issue 1 |June-December 2017
DOI: 10.33195/uochjrs-v1i1472017

علاج و معالجہ کے لیے بھی اہلیت اور مناسب لیاقت و صلاحیت ضروری ہے۔ اسی پس منظر میں فقہاء نے جاہل و ناواقف طبیب کو علاج سے روکنے کا حکم دیا ہے۔ کیونکہ علاج و معالجہ سے لوگوں کی زندگی اور صحت کا تعلق ہے، شریعت میں نفس انسانی کی حفاظت من جملہ اساسی مقاصد میں سے ایک ہے اور حفظ دین کے بعد سب سے زیادہ اہمیت اسی شعبہ کو دی گئی ہے، چنانچہ اکثر رخصتوں اور سہولتوں کی روح یہی ہے کہ انسان کو ہلاکت اور شدید مشقت سے بچایا جائے۔ اہلیت کے ضمن میں سنن ابی داؤد میں کچھ اس طرح سے روایت مذکور ہے :

"قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: أيما طبيب تطبب على قوم لا يعرف له تطبب قبل ذلك فأعنت فهو ضامن". [19]

(ترجمہ) : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس طبیب نے کسی قوم کا علاج کیا حالانکہ پہلے سے اس کا طبیب ہونا معروف نہ ہو اور اس نے مریضوں کو نقصان پہنچایا (اور ہلاک کیا) تو وہ نقصان کا ضامن ہوگا۔

تاہم جو شخص مناسب صلاحیت و اہلیت سے محرومی کے باوجود لوگوں کو تختۂ مشق بنائے، اس کی بابت اہل علم کا اجماع و اتفاق ہے کہ وہ مریض کی جان جانے کی صورت میں ضامن ہوگا:

"فاذا تعاطى علم الطب وعمله و لم يتقدم له به معرفة فقد هجم بجهله على إتلاف الأنفس وأقدم بالتهور على ما لم يعلمه فيكون قد غرر بالعليل فيلزمه الضمان لذالك و هذا إجماع من أهل العلم". [20]

(ترجمہ) : جو طب کی تعلیم بھی دینے لگے اور اس پر عمل بھی کرنے لگے حالانکہ اس نے پہلے خود اس فن کو حاصل نہ کیا ہو، چنانچہ اپنی ناواقفیت کے باعث وہ لوگوں کی جانیں ضائع کر رہا ہے اور غیر ذمہ داری کے باعث ایسا کام کر رہا ہے جس سے وہ خود واقف نہیں تو وہ مریض کو دھوکہ دے رہا ہے، لہٰذا اس پر تاوان واجب ہوگا۔ اس پر اہل علم کا اتفاق ہے۔

اور اگر علاج میں مریض کی اجازت بھی شامل ہو، لیکن یہ اجازت اس پر مبنی ہو کہ معالج نے اس کو اپنی حذاقت و مہارت کا سبز باغ دکھایا ہو، تب بھی طبّی ناتجربہ کاری کی وجہ سے پہنچنے والے نقصان کی ذمہ داری طبیب ہی پر عائد ہوگی، لیکن اگر ڈاکٹر جس مرض کا علاج کر رہا ہے وہ قانوناً اس کا مجاز ہے اور اس نے اصول علاج کے مطابق کسی کوتاہی کا ارتکاب نہیں کیا ہے تو اتفاق ہے کہ وہ ضامن نہیں ہوگا۔ اس سلسلے میں علامہ دردیر کا بیان ہے کہ:

"واذا عالج طبيب عارف ومات المريض عن علاجه المطلوب لاشيئ عليه". [21]

(ترجمہ) : اگر فن سے آگاہ طبیب نے علاج کیا اور مناسب طریقہ پر علاج کے باوجود مریض فوت ہوگیا تو اس پر کچھ واجب نہیں۔

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Volume 1 | Issue 1 |June-December 2017
DOI: 10.33195/uochjrs-v1i1472017

مختصر یہ کہ اپنے آپ کو معالج کہلوانے اور معالج کے طور پر پیش کرنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ فن طب میں ضروری مہارت حاصل کی جائے۔ ورنہ یہ علمی دھوکہ بھی ہے اور عوام کی جان سے کھیلنے کا مذموم گناہ بھی کیونکہ اگر طب سے نابلد اور مہارت حاصل کیے بغیر کسی نے علاج کیا اور اس کی وجہ سے مریض کو جانی نقصان پہنچ گیا تو وہ معالج اس مریض کی ہلاکت کا ذمہ دار قرار پائے گا۔

ابتدائی طبّی امداد

معالج (طبیب) کو قانوناً علاج و معالجہ کی اجازت ہے جس میں مریض کا علاج اور طبّی احتیاطیں ملحوظ رکھنا مثلاً بعض ضروری جانچیں اور مریض کی پوری طور پر دیکھ بھال کرنا وغیرہ جس میں بالخصوص کسی حادثے اور علاج کی انتہائی صورت کے دوران اسے ابتدائی طبّی امداد فراہم کرنا ڈاکٹر کی ذمہ داریوں میں سے ایک اہم ذمہ داری ہے کیونکہ علاج معالجہ کے ذریعہ سے انسانی جان کو بچانا ایک اہم اور ضروری امر ہے۔ محمد بن ابی بکر دورانِ علاج طبّی احتیاطوں کے بارے میں طب نبوی میں کچھ یوں لکھتے ہیں کہ:

معالج کو دوران علاج ان اصول و قواعد کو زیر غور رکھتے ہوئے طبّی امور فراہم کرنی چاہیے:

1)۔ مرض کی نوعیت کی تشخیص کہ مرض کس قسم کی ہے؟

2)۔ اسباب مرض کی جانچ پڑتال کہ بیماری کا سبب کیا ہے اور علت فاعلہ کیا ہے، جس کی وجہ سے یہ بیماری پیدا ہوئی۔

3)۔ مریض کی قوت و استعداد کہ مرض کا مقابلہ کرنے کی اس میں صلاحیت و قوت ہے کہ نہیں، اگر مریض میں مرض کو دبا لینے کی صلاحیت موجود ہو اور اس کا کھلے طور پر اندازہ ہو رہا ہو تو پھر بلا علاج اسے چھوڑ دے اور دوا دے کر مرض کو خواہ مخواہ ابھارنے اور حرکت میں لانے کی کوشش نہیں کرنی چاہیے۔

4)۔ مریض کے بدن کا طبعی مزاج کیا ہے؟

5)۔ مریض کی بیماری کی وجہ سے پیدا ہونے والا غیر طبعی مزاج۔

6)۔ مریض کی عمر کیا ہے؟

7)۔ مریض کی عادت کیا ہے؟

8)۔ مریض کے مرض کے وقت موسم کیا ہے؟ اور کونسا موسم مریض کے لیے سازگار ہو سکتا ہے؟

9)۔ مریض کی قیام گاہ اور اس کی آب و ہوا کیسی ہے؟

10)۔ مرض کے وقت ہوا کا کیا حال ہے یعنی کس رخ اور انداز کی ہوا چل رہی ہے؟

11)۔ مریض کے علاج کے لیے استعمال ہونے والی دوا کی مخالف دوا کی رعایت۔

12)۔ مریض کو استعمال کرائی جانے والی دوا کی قوت اور اس کا درجہ اور اس کے اور مریض کی قوت مرض کا موازنہ۔

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Volume 1 | Issue 1 |June-December 2017
DOI: 10.33195/uochjrs-v1i1472017

13)۔ طبیب کے علاج کا مقصد صرف اس علت مرض کا ازالہ نہ ہو، بلکہ اس کا ازالہ ایسے طریقہ پر ہو کہ اس کے بعد کسی دوسرے شدید مرض سے واسطہ نہ پڑے، اگر ایسا ہو کہ مرض کے ازالہ سے کسی دوسرے مرض کے پیدا ہونے کا اندیشہ ہو جو اس سے زیادہ خطرناک ہو تو اس بیماری کو اپنی جگہ پر رہنے دیا جائے البتہ اسے کمزور اور ہلکا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ جیسے رگوں کے سروں کا مرض اگر اسے کاٹ دیا جائے۔ یا اس کو روک دیا جائے تو اس سے دوسرے کسی شدید اور خطرناک مرض کا اندیشہ ہوتا ہے۔

14)۔ مریض کا علاج آسان سے آسان طریقوں سے کرنا چاہیے۔ جہاں اس سے کام نہ چلے وہاں دوا کا استعمال کرایا جائے۔ اسی طرح مرکب ادویہ کی طرف اس وقت تک رخ نہ کیا جائے جب تک کہ مفرد دواؤں سے کام چلتا رہے۔ ماہر طبیب کا کمال یہ ہے کہ وہ دوا کے بجائے غذا سے علاج کرے۔ اور اسی طرح مرکب دوا کے بجائے مفرد دوا سے معالجہ کرے۔

15)۔ بیماری پر غور کرے کہ وہ قابل علاج ہے بھی کہ نہیں ، اگر مرض لا علاج ہو تو اس کا علاج کرکے خود کو رسوا نہ کرے نہ فن طب کو بد نام کرے اور اگر قابل علاج مرض ہے تو اس پر غور کرے کہ مرض دوا اور علاج سے زائل ہو سکتا ہے یا نہیں اور اگر جان لے کہ اس کا زائل ہو نا ممکن نہیں تو غور کرے کہ اس میں تخفیف یا افاقہ ہو سکے گا یا نہیں، اگر اس میں کمی یا افاقہ کا امکان نہ ہو تو یہ دیکھے کہ مرض جس حد تک پہنچ گیا ہے، اس کو وہیں روکنا ممکن ہے یا نہیں۔ اگر مرض کو روکنے یا زیادتی کو روکنے کا امکان ہو تو علاج کا ارادہ کرے اور مریض کی قوت بڑھائے اور مرض کے مادہ کو کمزور کرے۔

16)۔ نضج سے پہلے کسی خلط کو استفراغ کرنے کا ارادہ نہ کرے بلکہ پہلے اس کا نضج کرکے مادہ پختہ ہو جائے تو فوراًاس کا استفراغ کرے۔

17)۔ معالج کو دل کے امراض اور روح کی بیماریوں اور ان کی دواؤں سے پوری طرح واقفیت ہونی چاہیے۔ یہی بدن کے علاج کے لیے بنیادی چیز ہے۔ اس لیے کہ بدن اور طبیعت کا نفس اور دل سے متاثر ہونا شاہد ہے۔ طبیب جب دل اور روح کی بیماریوں اور ان کے علاج سے پورے طور پر واقف ہو گا تو درحقیقت وہی کامل طبیب ہے۔

18)۔ مریض کی خیر خواہی، ان کے ساتھ شفقت اور نرم گفتاری سے کام لیا جائے، جیسے بچوں کے ساتھ کام لیا جاتا ہے۔

19)۔ طبعی علاج اور روحانی علاج میں سے ہر ایک علاج سے کام لیا جائے۔ مریض کے خیالات و تخیل کو مرض کے ازالہ میں دوا سے کہیں زیادہ تاثیر ہوتی ہے اس لیے ماہر طبیب کی نگاہ ان نفسیاتی امور پر بھی پوری طرح رہنی چاہیے اور ہر وہ راستہ اپنانا چاہیے جو مریض کے لیے موثر اور کارگر ہو۔

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Volume 1 | Issue 1 |June-December 2017
DOI: 10.33195/uochjrs-v1i1472017

20)۔ علاج اور تدبیر صحت کو چھ باتوں پر مرکوز کردے۔

۱۔ موجودہ صحت کی حفاظت

۲۔ فوت شدہ صحت و قوت کی بازیابی امکانی حد تک

۳۔ اہم فساد کے پیش نظر ادنی فساد کا لحاظ رکھنا

۴۔ مرض کا ازالہ حسب الامکان

۵۔ ادنی مصلحت کے پیش نظر اعلیٰ مصلحت کو ضائع نہ ہونے دینا

۶۔ حسب الامکان تخفیف مرض

ان مذکورہ طبّی احتیاطوں پر ہی علاج کا دار ومدار ہے، جو معالج ان اصول کی رعایت نہیں کرتا اور ان ذمہ داریوں کو قبول نہیں کرتا وہ معالج نہیں۔[22]

ابتدائی طبّی امداد کے ضمن میں ازراہ علاج کسی بھی حد تک جا کر علاج معالجہ کی سہولت کو فراہم کرنا طبیب کا فرض عین ہونا چاہیے اور اگر کوئی خاتون جسے اچانک طبّی امداد کی ضرورت ہو تو اس سلسلے میں علامہ جلال الدین السیوطی لکھتے ہیں کہ:

"ضرورت کے بقدر ہی ایسی ناجائز باتیں جائز رہیں گی مثلاً (مرد) ڈاکٹر نے کسی اجنبی عورت کو علاج کی غرض سے دیکھا تو اتنا ہی حصہ کھولے جتنا ناگزیر ہے۔"[23]

یعنی دورانِ علاج ڈاکٹر کو ہرگز یہ نہیں سوچنا چاہیے کہ وہ ایک مرد ہے اور وہ عورت کا علاج نہ کرسکے گا، اسے انتہائی مجبوری کے عالم میں فرض کو پورا کرنے کا سوچنا چاہیے کیونکہ بعض اوقات مجبوریاں ناجائز کو جائز کر دیتی ہیں ، خصوصا ایسی حالات میں جہاں خاتون ڈاکٹر موجود نہ ہو تو ایسی حالت میں رعایت برتی گئی ہے اور ابتدائی طبّی امداد میں حرام و ناپاک اشیاء بطور علاج جائز بھی قرار دی گئی ہیں، جس کے لیے ضرورت اور حاجت کا قاعدہ اپنانے سے انسانی زندگی کو بچانا شریعت میں ایک اہم اور لازمی عنصر مانا گیا ہے۔

دورانِ بیماری اہل وعیال کا کردار

دوران بیماری اہل وعیال کا کردار مثبت اور رویہ شفیق اور ہمدردانہ ہونا چاہیے۔اس سے مریض میں بیماری سے لڑنے کا حوصلہ پیدا ہوگا۔اس سے وہ اپنے آپ کو اکیلا محسوس نہیں کرے گا اور اس کے علاوہ اہل خانہ اس بات کا خیال رکھیں کہ اس کا وقتاً فوقتاً معالج سے معائنہ کروائیں۔اور ڈاکٹر کے بتائے ہوئے طریقہ پر خود بھی عمل کریں اور بیمار کو بھی عمل کرنے کی تلقین کریں ، رحمدلانہ سلوک اختیار کرتے ہوئے اس کے کھانے پینے کا خیال رکھنا، وقت پر دوائی دینا، وقتاً فوقتاً دیکھتے رہنا کہ اُسے کسی چیز کی ضرورت تو نہیں، اس کے گرد زیادہ ہجوم اکھٹا نہ ہونے دینا اور خاص کر گھر کے افراد کا اس کے پاس ہونا تاکہ راحت محسوس ہونے کے ساتھ اکیلا پن بھی دور ہو۔

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Volume 1 | Issue 1 |June-December 2017
DOI: 10.33195/uochjrs-v1i1472017

تیمارداری کرنا

صرف اسلام ہی وہ دین ہے جو زندگی کے ہر قدم پر رہنمائی کرتا ہے۔ بالکل اسی طرح اسلام مریض کی عیادت اور تیمارداری، خدمت، دیکھ بھال اور رحمدلانہ سلوک کی تلقین کرتا ہے، کیونکہ دورانِ بیماری اہل وعیال ہی ہوتے ہیں جو بیمار کے آس پاس ہوتے ہیں اور ان کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ شرعاً اور اخلاقاً اس عمل کے پابند ہوں کہ وہ اس کی دیکھ بھال میں کوئی لاپرواہی نہ برتیں کیونکہ رحمدلی بنی نوع انسان کی ایک خاص صفت اور اس کی ذات کا ایک اہم حصہ ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اہلیہ کی تیمارداری کی خاطر جنگ بدر میں شرکت سے منع فرمایا تھا جیسا کہ اس سلسلے میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے جب استفسار کیا گیا تو آپ نے فرمایا:

''وأما تغيبه يوم بدر فإنه كانت عنده أو تحته ابنة رسول الله وهي مريضة، فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم: لك أجر رجل ممن شهد بدرا وسهمه۔''[24]

(ترجمہ): حضرت عثمانؓ کے بدر کے میدان سے غائب ہونے کی وجہ یہ تھی کہ آپؓ کی زوجہ محترمہ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی تھیں بیمار تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمانؓ کو اجازت دیتے ہوئے فرمایا: بے شک آپ کو ایک شخص کے برابر اجر ملے گا اور بدر میں حاضر ہونے والوں کا حصہ بھی ملے گا۔

مزید بیمار کی تیمارداری کے اجر و ثواب کے ضمن میں حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ:

''عن جابر قال كنا مع النبى صلى الله عليه وسلم فى غزاة فقال: إن بالمدينة لرجالا، ما سرتم مسيرا ولا قطعتم واديا الا كانو معكم، حبسهم المرض''.[25]

(ترجمہ): حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ ہم کسی غزوہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مدینہ میں کچھ ایسے لوگ ہیں جنہیں بیماری نے روک رکھا ہے لیکن جس جگہ سے تم گزرتے ہو یا کسی وادی کو طے کرتے ہو تو وہ تمھارے ساتھ ہوتے ہیں۔

تیمارداری کے اجر و ثواب کا اندازہ ہم ان احادیث کی روشنی میں بخوبی لگا سکتے ہیں کہ دین اسلام کی آسانیاں اور مہربانیاں بے شمار ہیں، اس لیے ہمیں ان پر عمل کرکے اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو راضی رکھنا چاہیے اور جو لوگ محتاج، بیمار اور کمزور ہوں، اس بات کا حق رکھتے ہیں کہ جو لوگ ان تکالیف سے بچے ہوئے ہیں، وہ احتیاج کو دور کرنے کی کوشش کرتے رہیں ، ایسا کرکے وہ محروم اور مصیبت زدہ لوگوں کی تو صرف دنیوی تکالیف ہی دور کریں گے مگر اپنے آپ کو انشاء اللہ دنیوی اور اخروی دونوں تکالیف سے بچالیں گے۔

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Volume 1 | Issue 1 |June-December 2017
DOI: 10.33195/uochjrs-v1i1472017

بیمار کی عیادت کرنا

مریض سے ملاقات اور اس کی عیادت کی فضیلت، بیمار کی عیادت کرنا، بیمار پرسی کرنا اہل اسلام کی عظیم عبادت ہے۔ کیونکہ اس کے سبب مریض کو فرحت وانسباط اور تقویت حاصل ہونے کے ساتھ مرض میں بعض اوقات کمی بھی واقع ہوتی ہے۔ درحقیقت مریض ایسے لوگوں کی عیادت سے خوش ہوتے ہیں جن سے وہ محبت کرتے ہیں، ان کی تعظیم وتکریم کرتے ہیں اور ان سے ملاقات ان کے لیے لطف وکرم اور گفتگو سے انھیں طبعی قوت حاصل ہوتی ہے اور گاہے بگاہے وہ صحت مند ہونے لگتے ہیں، احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اس فعل کی عظمت وشرف اور اجر وثواب کا اندازہ ہوتا ہے۔

اسی سلسلے میں حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ:

> ’’عن ثوبان قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن المسلم إذا عاد أخاه المسلم لم يزل في خرفة الجنة حتى يرجع‘‘.[26]

> (ترجمہ): حضرت ثوبانؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ مسلمان جب اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کرتا ہے تو لوٹنے تک وہ جنت کے باغیچے میں ہوتا ہے (یعنی جنت میں لے جانے والے عمل میں ہوتا ہے".

مزید عیادت کے ضمن میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ: جب کوئی کسی بھی مسلمان کی عیادت میں اگر لاپرواہی برتتا ہے تو اللہ رب العزت بھی اس بات کو پسند نہیں فرماتے جس کی مزید تفصیل اس حدیث میں کچھ یوں ہے:

> ’’عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن الله تعالى يقول يوم القيامة، يا ابن آدم! مرضت فلم تعدني، قال: يا رب! كيف أعودك وأنت رب العالمين؟ قال: أما علمت أن عبدى فلانا مرض فلم تعده، أما علمت أنك لو عدته وجدتني عنده‘‘.[27]

> (ترجمہ): حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائیں گے اے ابن آدم میں بیمار ہوا، لیکن تو نے میری عیادت نہیں کی۔ بندہ کہے گا اے میرے رب! میں آپ کی عیادت کیونکر کرتا، آپ تو رب العالمین ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ کیا تجھے علم نہیں ہوا کہ میرا فلاں بندہ بیمار ہوا لیکن تو نے اس کی عیادت نہیں کی۔ اگر تو اس کی عیادت کو جاتا تو مجھے اس کے پاس پاتا۔

دراصل جب کوئی بیمار ہوتا ہے تو یہ سب اس کے اپنے بس کی بات نہیں ہوتی کیونکہ یہ سب اللہ کی طرف سے قرب الٰہی کا ذریعہ ہے اور بیماری مریض کے درجات میں بلندی اور نیکیوں میں اضافے کا سبب بنتی

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Volume 1 | Issue 1 |June-December 2017
DOI: 10.33195/uochjrs-v1i1472017

ہے۔اس لیے ہر مسلمان کافرض ہے کہ اگر کوئی بیمار ہو تواُس کے پاس جائے اور ثواب کی نیت سے عیادت کرے۔ اس عمل کی فضیلت اس حدیث میں کچھ یوں ہے کہ:

''عن أنس رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من توضأ فأحسن الوضوء وعاد أخاه المسلم محتسبا بوعد من جهنم مسيرة ستين خريفاً.''[28]

(ترجمہ): حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے اچھی طرح وضو کیا اور ثواب کی نیت سے اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کی تو وہ ساٹھ سال کی مسافت جہنم سے دور کر دیا جاتا ہے۔

گناہوں کے معاف ہونے کی خوشخبری دینا

''عن ابن عباس رضي الله عنه قال: أن النبى كان اذا دخل على مريض يعوده قال لا باس طهور إن شاءالله.'' [29]

(ترجمہ): حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی مریض کی عیادت کے لیے تشریف لے جاتے تو فرماتے کہ اس کو مشقت خیال نہ کرو بلکہ انشاء اللہ یہ گناہوں کو دور کرنے والا ہے۔

اسی طرح مریض کو جہنم سے آزادی کی خوشخبری سناتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

''عن أبى هريرة رضي الله عنه قال: أن رسول الله صلى الله عليه وسلم عاد مريضا فقال: أبشر فان الله تعالى يقول: هي نارى أسلطها على عبدى المؤمن فى الدنيا لتكون حظه من النار يوم القيامة''. [30]

(ترجمہ): حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مریض کی عیادت کی اور فرمایا کہ خوشخبری ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ میری آگ ہے جو میں اپنے مومن بندے پر دنیا میں مسلط کرتا ہوں تاکہ یہ قیامت کے دن کی آگ کے بدلے میں ہو جائے۔

مریض کے لیے دعا کرنا

بیمار کے سامنے ہمیشہ اچھی باتیں، اس کے لیے صحت یابی کی دعا، پر امید خیالات کا اظہار اور مریض کے اعمال صالحہ کا ذکر کرنا چاہیے تاکہ بیمار کے دل کو سکون پہنچے اور رب تعالیٰ کے ساتھ حسن ظن قائم ہو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی بیمار کے پاس تشریف لے جاتے تو یہ دعا فرماتے:

''لا بأس طهور إن شاء الله''[31]

کوئی پریشانی کی بات نہیں ان شاء اللہ آپ صحت یاب ہو جائیں گے۔

مزید فرماتے ہیں کہ:

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Volume 1 | Issue 1 |June-December 2017
DOI: 10.33195/uochjrs-v1i1472017

''عن عبد اللہ بن عمرو قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم: إذا جاء الرجل یعود مریضاً فلیقل اللھم اشف عبدك ینكأ لك عدوا و یمشی لك إلی جنازة''.[32]

(ترجمہ): حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب کوئی شخص کسی مریض کی عیادت کو جائے تو یوں کہے۔ اے اللہ! اپنے بندے کو شفا عطا فرما تاکہ تیرے دشمن کو یہ زخم لگائے اور تیری رضا کے لیے جنازہ کے ساتھ چلے۔

احادیث کی روشنی سے یہ واضح ہے کہ جب مریض کے پاس جائیں تو بلا ضرورت خرچہ نہ کیا جائے اور جو کھانے یا پھل بیمار کے کام کے نہیں، انھیں محض دکھاوے کے لیے نہ لے جائیں بلکہ کوئی اسلامی کتاب، دعاؤں کی کتاب لے جائیں یا خود ہی وہ دعائیں دیجئے جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم فرمائی ہیں۔

مریض کو تسلی دینا

مریض کو تسلی دینے کے ضمن میں حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ:

''عن أبی سعید رضي اللہ عنه قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم: إذا دخلتم علی المریض فنفسوا له فی أجله فان ذلك لا یرد شیئاً ویطب بنفسه''.[33]

(ترجمہ): حضرت ابو سعید خدریؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم مریض کے پاس (عیادت کے لیے) جاؤ تو اس کی موت کے بارے میں اس کے غم کو دور کرو، تمھاری یہ بات تقدیر کو تو نہیں پھیر سکتی لیکن مریض کو اس سے راحت ہوتی ہے۔"

یعنی مریض کو بیماری کے دوران تسلی دینا بھی اجر و ثواب کا ذریعہ ہے کیونکہ اس سے بیمار کو راحت ملتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوسی دل میں گھر نہیں کرتی اور قریب المرگ ہونے کا خوف اس کے دل کو کسی غیر اللہ سے شکوہ شکایت یا موت کی تمنا کر بیٹھنے کے گناہ سے بچالیتا ہے۔

نتائج بحث

انسان اللہ جل شانہ کی ہر نعمت کا محتاج ہے، خاص کر صحت و تندرستی کا تو بہت ہی زیادہ محتاج ہے اور اگر کسی کو صحت و تندرستی کی نعمت حاصل ہے تو سب کچھ ہے اور اگر نہیں ہے تو وہ ساری دنیا کا مالک بھی بن جائے تو اس کی زندگی اجیرن ہے۔ اس لیے دورانِ بیماری مریض، طبیب اور اہل و عیال کو علاج معالجہ طبّی اخلاقیاتی پہلو کے دامن کو ہاتھ سے نہیں چھوڑنا چاہیے کیونکہ اسلامی تعلیمات میں مریض کے ساتھ اس آزمائش کی گھڑی میں اسلامی تعلیمات میں حسن خلق کے ساتھ پیش آنے کی خاطر خواہ تاکید و تلقین فرمائی ہے اور ویسے بھی اللہ تعالیٰ اپنے محبوب بندوں کو اگر مشکلات و مصائب میں مبتلا کرتا ہے تو دنیا میں بیماری میں مبتلا کر کے آخرت میں ان کے لیے راحت کا سامان مہیا فرماتا ہے۔

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Volume 1 | Issue 1 |June-December 2017
DOI: 10.33195/uochjrs-v1i1472017

حواشی وحوالہ جات

1. بخاری، أبو عبد اللہ محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب الرقاق، باب: لاعیش الا عیش الآخرۃ، لاهور، مكتبه رحمانية، رقم الحديث:6412، ج: ۲، ص:475
2. أبو داؤد ، سليمان بن أشعث السجستانی، السنن، کتاب الطب، باب : الرجل يتداوى، 2839 مكتبه رحمانيه، س۔ن، رقم الحديث: 2859،ج:2، ص: 183
3. محمد سلمان، کتاب الطب، لاہور، بیسٹ اردو بکس،2004ء، ص:15
4. بخاری، أبو عبد الله، محمد بن اسماعيل، الجامع الصحيح، كتاب المرضىٰ، باب: شدة المرض، رقم الحديث: ۸۴۶۵، ج:۲،ص: 362
5. أبو داؤد، سليمان بن أشعث السجستانی، السنن، كتاب الجنائز، باب الأمراض المكفرة للذنوب، رقم الحديث:3090، ج:۲،ص:89۔
6. ترمذی، أبو عيسىٰ محمد بن عيسىٰ بن سورة، السنن، أبواب البر و الصلة ، باب ماجاء فی الخيانة والغش، رقم الحديث: 1902، ج:۲ص:458
7. ابن ماجه، أبو عبد الله محمد بن يزيد القزوينی، السنن، كتاب الطب، باب الحمية، رقم الحديث:2443، ص: 380
8. أيضاً، رقم الحديث:۳۴۴۳
9. البقره 186:2
10. أبو داؤد، سليمان بن أشعث السجستانی، السنن، كتاب الادب، باب مايقول إذا صبح، رقم الحديث:5093، ج:۲، ص:۳۵۳۔
11. ترمذی، أبو عيسىٰ محمد بن عيسىٰ بن سورة، السنن، أبواب الدعوات، باب: ماجاء في جامع الدعوات عن رسول اللّه، رقم الحديث:2446،ج: ۲، ص: 660۔
12. يوسف 87:12
13. الأنبياء: 21: 41، 42
14. التوبة: 51:9
15. مسلم ، أبو الحسين مسلم بن الحجاج القشيری، الجامع الصحيح، كتاب الزهد، باب فی أحاديث متفرقة،رقم الحديث: 7500، ج: ۲،ص :420
16. بخاری، أبو عبد الله، محمد بن اسماعيل، الجامع الصحيح، كتاب الزكوٰة، باب الإستعفاف رقم الحديث: 1469، ج:۱،ص:۲۸۲۔
17. آل عمران: 200:3۔
18. الزمر: 10:39۔
19. أبو داؤد، سليمان بن أشعث السجستانی، السنن، كتاب الديات، باب فيمن تطبب ولا يعلم منه طب فأعنت، رقم الحديث:5586، ج:۲، ص:285۔

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Volume 1 | Issue 1 |June-December 2017
DOI: 10.33195/uochjrs-v1i1472017

20. ابن قیم، محمد بن أبی بکر، شمس الدين الجوزية، زاد المعاد، ج: ۴، ص: 139
21. الدردير، أبو البركات أحمد بن أحمد، شرح الصغير، مصر، دارالمعارف، 1392هـ، ج:۴، ص:770۔
22. ابن قیم، محمد بن أبی بکر، طب نبوی، لاہور، مکتبہ محمدیہ، 2008ء، ج: ۵، ص: 176
23. السيوطي، جلال الدين عبد الرحمن بن أبی بکر، الأشباه والنظائر، بيروت، دارالفكر، 3104هـ ص:175۔
24. ترمذی، أبو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ، السنن، أبواب المناقب، مناقب عثمان بن عفان، رقم الحديث:2025، ج:۲،ص:690۔
25. مسلم ، أبو الحسين مسلم بن الحجاج القشيری، الجامع الصحيح،كتاب الإمارة، ، رقم الحديث: 4932، ج:۲، ص: 150۔
26. أيضاً، كتاب البر والصلاة والأدب، باب فضل عيادة المريض، رقم الحديث: 6552، ج:۲، ص: 322۔
27. أيضاً
28. أبو داؤود، سليمان بن أشعث السجستانی، السنن، كتاب الجنائز، باب فی فضل العيادة رقم الحديث:3096، ج:۲، ص:89۔
29. بخاری، أبو عبد الله محمد بن اسماعيل، الجامع الصحيح،كتاب المرضی، باب عيادةالأعراب،رقم الحديث: **۵۶۵۶**، ج: ۲، ص: **۳۶۳**۔
30. ابن ماجة، أبو عبد الله محمد بن يزيد القزوينی، السنن، أبواب الطب، باب الحمی، رقم الحديث:3470،ص:382 ۔
31. بخاری، أبو عبد الله محمد بن اسماعيل، الجامع الصحيح، كتاب المرضیٰ، باب عيادة الأعراب، رقم الحديث:5656، ج:۲،ص:۳۶۳۔
32. أبود داؤد، سليمان بن أشعث السجستانی، السنن، كتاب الجنائز، باب الدعاء للمريض عند العيادة، رقم الحديث، 3105،ج:۲،ص:90۔
33. ترمذی، أبو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ، سنن الترمذي، أبواب الطب، باب التداوی بالرماد، رقم الحديث:2048، ج:۲،ص:473

@ 2017 by the author, Licensee University of Chitral, Journal of Religious Studies. This article is an open access article distributed under the terms and conditions of the Creative Commons Attribution (CC BY) (http://creativecommons.org/licenses/by/4.0/).